Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیج کے تنازعے کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کریں: حضرت امام جماعت احمدیہ

اگر اسلامی ممالک نے اسلامی تعلیم کی پرواہ نہ کی تو خدا کے غضب سے نہ بچ سکیں گے

عراق کو چاہیئے کہ وہ غیر ملکی فوجوں کی مخالفت کرتے ہوئے عالم اسلام کا متحدہ فیصلہ تسلیم کرنے کا اعلان کرے

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۶
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۲۹
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
جلد ۷۵/۴۰ | جمعرات ۸ صفر ۱۴۱۱ ھ ، ۳۰ ظہور ۱۳۶۹ ہش ، ۳۰ اگست ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۴۸

عالم اسلام کو جب بھی نقصان پہنچا اپنوں کی نااتفاقی کی وجہ سے پہنچا ہے

عالم عرب کو میں یہ نصیحت حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا کی طرف سے عطا کردہ ایک خبر کی بناء پر کر رہا ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۷ ظہور ۱۳۶۹ ہش (۱۷ اگست ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل لندن

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

مشرقِ اوسط کی تشویشناک صورتحال

"مشرقِ اوسط جسے ہم عرف عام میں مشرقِ وسطیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس کے حالات دن بدن خراب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور چونکہ یہ تقریباً تمام تر مسلمان علاقہ ہے اس لئے تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس بارے میں تشویش لازمی ہے اور چونکہ وہ مقدس مقامات جو مسلمانوں کو دنیا میں ہر دوسری چیز سے زیادہ پیارے ہیں یعنی مکہ اور مدینہ۔ جہاں کسی زمانے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدم پھرا کرتے تھے اور جن کی فضاؤں کو آپ کی سانسوں نے معطر اور مبارک فرمایا تھا، وہ ارضِ مقدسہ بھی ہر طرف سے خطروں اور سازشوں میں گھری ہوئی ہے۔ پس اس لحاظ سے آج سارا عالم اسلام گھبراہٹ اور کرب محسوس کرتا ہے لیکن سب سے زیادہ گھبراہٹ اور کرب در حقیقت جماعت احمدیہ ہی کو ہے .... جب میں کہتا ہوں کہ صرف جماعت احمدیہ ہی کو ہے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی بے خبر انسان اس سے یہ خیال کرے کہ ایک جھوٹی تعلّی ہے، ایک دعویٰ ہے اور ایک ایسی بات ہے جو...... مسلمان فرقوں کو متنفر کرنے والی ہوگی اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہی اسلام کے علمبردار اور ٹھیکے دار بنے پھرتے ہیں گویا ہمیں اسلام سے سچی ہمدردی نہیں لیکن جیسا کہ میں حالات کا تجزیہ آپ کے سامنے رکھوں گا اُس سے یہ بات کھل کر واضح ہو جائے گی کہ آج اگر حقیقت میں اسلام کا درد کسی جماعت کو دنیا میں ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی کا ہے۔

تقویٰ سے عاری سیاست

آج کے زمانے کی سیاست گندی ہو چکی ہے انصاف اور تقویٰ سے عاری ہے۔ وہ مسلمان ریاستیں جو اسلام کے نام پر اپنی برتری کا دعویٰ کرتی ہیں ان کی وفا بھی آج اسلامی اخلاق سے نہیں اور اسلام کے بلند و بالا انصاف کے اصولوں سے نہیں بلکہ اپنی اغراض کے ساتھ ہے۔ اسی وجہ سے عالم اسلام کے طرزِ عمل میں آپ کو تضاد دکھائی دے گا۔ اور سوائے جماعت احمدیہ کے جتنے بھی دنیا کے فرقے ہیں آج وہ کسی نہ کسی اسلامی ریاست کے ساتھ دھڑے بنا چکے ہیں اور کسی نہ کسی ایک کو اپنی تائید کے لئے اختیار کر چکے ہیں حالانکہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسلامی اقدار سے وفا کی جائے۔ اگر اسلام سے سچی محبت ہو تو محض اُن تقاضوں سے وفا کی جائے جو اسلام کے تقاضے ہیں۔ جو قرآن کے تقاضے ہیں۔ جو سنّتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تقاضے ہیں اور ان تقاضوں کی روشنی میں جب ہم موجودہ سیاست پر غور کرتے ہیں تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق پر نہ مسلمانوں کی سیاست کی بنیاد دکھائی دیتی ہے نہ غیروں کی سیاست کی۔ غیر قومیں انصاف کے نام پر بڑے بڑے دعاوی کر رہی ہیں گویا وہی ہیں جو دنیا میں انصاف کو قائم رکھنے پر مامور کی گئی ہیں اور اُن کے بغیر، اُن کی طاقت کے بغیر انصاف دُنیا سے مٹ جائے گا اور مسلمان ریاستیں اسلام کے نام پر بڑے بڑے دعاوی کر رہی ہیں مگر جب آپ تفصیل سے دیکھیں تو انصاف کا یعنی اس انصاف کا جو قرآنِ کریم پیش کرتا ہے ایک طرف بھی فقدان ہے اور دوسری طرف بھی فقدان ہے۔

اب جو صورتحال اس وقت ظاہر ہوئی ہے، میں اب خاص طور پر اس کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ عراق نے کسی شکوے کے نتیجے میں ایک چھوٹی سی ملحقہ ریاست پر حملہ کر دیا اور اس حملے کے نتیجے میں جو مسلمان ریاست پر حملہ تھا آناً فاناً پیشتر اس سے کہ دنیا باخبر ہوتی اُس پر مکمل قبضہ کر لیا اور اس کے نتیجے میں اچانک تمام دنیا میں ایک ہیجان برپا ہوا اور وہ لوگ جو اسی قسم کے دوسرے واقعات پر نہ تکلیف محسوس کیا کرتے تھے نہ کسی ہیجان میں مبتلا ہوتے تھے، نہ غیر معمولی مدد کے لئے دوڑے چلے آتے تھے، کویت کے لئے اُن کی ہمدردیاں اس زور سے چمکی ہیں۔ اور اس شدت کے ساتھ ان کے اندر ہیجان پیدا ہوا ہے کہ اس زمانے کی تاریخ میں اس کی کوئی اور مثال دکھائی نہیں دیتی۔ یہ جو عرصہ اب تک گزر چکا ہے اس کے دیگر حالات پر تو میں مزید روشنی نہیں ڈالنی چاہتا جو اخبار بین لوگ ہیں وہ جانتے ہیں کیا ہو رہا ہے۔ مگر محض اس حوالے سے کہ اسلام کے تقاضے یا اسلامی انصاف کے تقاضوں کا کہاں تک خیال رکھا جا رہا ہے یا کہاں تک موجودہ سیاست ان سے عاری ہے، اس پہلو سے میں چند باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب امریکہ اور اُس کے اتحادیوں نے پوری طرح سے بغداد کی حکومت کو گھیراؤ کرنے اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لئے اقدامات شروع کئے تو دن بدن یہ محسوس ہونے لگا کہ یہ عظیم اسلامی مملکت ایسے خطرناک حالات سے دوچار ہونے والی ہے کہ جس سے نبرد آزما ہونا اس کے بس میں نہیں رہے گا۔ اس وجہ سے مجھے بھی لازماً غیر معمولی طور پر تشویش بڑھتی رہی اور میں بڑی گہری نظر سے جائزہ لیتا رہا کہ کس قسم کی گفت وشنید چل رہی ہے اور کیا حل پیش کئے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں جب شاہ حسین جو شرقِ اردن کے بادشاہ ہیں، انہوں نے امریکہ کا دورہ کیا تو پہلے تو یہ خیال تھا کہ کوئی خط لے کر گئے ہیں۔ بعد میں پتہ لگا کہ خط وَط تو کوئی نہیں، ویسے ہی وہ کچھ پیغامات لے کر کچھ تجاویز لے کر گئے ہیں۔ اس ضمن میں جو ٹیلی ویژن اور ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے امریکہ کے صدر نے اور عراق کے صدر صدام حسین صاحب نے ایک دوسرے کے لئے زبان استعمال کی یا ایک دوسرے پر الزامات لگائے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حالات کتنے ہیجان آمیز ہیں اور کس حد تک دنیا کی عظیم مملکتوں کے سربراہ بھی عام وقار سے اُتر کر گھٹیا باتوں پر آجاتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ان کے بیانات سن کر کہ کس طرح ایک دوسرے کے اوپر غلیظ زبان استعمال کی جارہی ہے۔ جھوٹا، گندے کردار والا، دھوکے باز، اس قسم کے الفاظ اور واقعہ اس کے پیچھے یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی ریاست پر جو ایک مسلمان ریاست تھی، ایک بڑی مسلمان ریاست نے قبضہ کیا ہے۔

غیر معمولی اہمیت کیوں؟

دنیا میں دوسری جگہ اتنے بے شمار ایسے واقعات اس سے بہت زیادہ خوفناک صورت میں ظاہر ہوئے ہیں اور ہوتے چلے جارہے ہیں کہ اُن کو اگر پیشِ نظر رکھا جائے تو یہ واقعہ ان کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتا لیکن لازماً اس کے پیچھے بہت سے محرکات ہیں جن کے نتیجے میں اِس کو اتنا غیر معمولی طور پر اُچھالا گیا بہرحال قبضہ تو ہوچکا۔ اس کے بعد اس قبضے کو ہضم کرنے کا معاملہ تھا اور جتنا شدید ردِّ عمل دنیا میں ظاہر ہوا ہے اس کے نتیجے میں عراق کے صدر صدام حسین صاحب نے امریکہ کو یہ کہلا کے بھجوایا کہ اگر تم واقعۃً انصاف چاہتے ہو تو پھر اس سارے علاقے میں انصاف برتا جائے اور ہم تیار ہیں کہ ہم اپنی چھوٹی بھائی ریاست کی حکومت پہلے کی طرح بحال کرتے ہیں۔ جو خاندان اس ریاست پر فائز تھا اُس کے سپرد دوبارہ اس ملک کی باگ ڈور کر دیتے ہیں اور پہلے کی طرح تمام حالات بحال کر دیئے جائیں گے۔ اِس علاقے میں اَور بھی اسی قسم کی باتیں ہیں اور بھی اسی قسم کے ناجائز قبضے ہیں۔ جو تمہارے اتفاق کے ساتھ یا تمہارے اتحاد اور تمہاری سرپرستی کے ساتھ ہوئے ہیں۔ تم اُن کو بھی اس ناجائز تسلّط سے آزاد کراؤ۔ مثلاً اُردن کے مغربی ساحل پر یہود کا جو قبضہ ہے، جیسے دن بدن وہ زیادہ مستحکم کرتے چلے جارہے ہیں اور اب روسی مہاجرین کو وہاں آباد کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس علاقے پر بھی غیروں کا قبضہ ہے بلکہ ایسے غیروں کا قبضہ ہے جو ہم مذہب بھی نہیں۔ ایسے غیروں کا قبضہ ہے۔ جن سے عرب کو شدید دشمنی ہے اور اس قبضے کو وہ مستقل صورت دیتے چلے جارہے ہیں اور تمہارے مغرب کے اخلاق نے اس ضمن میں کوئی ردِّ عمل نہیں دکھایا۔ مغرب کے انصاف کے تصوّر کے سر پر جُوں تک نہیں رینگی۔ اس لئے اُس کو بھی شامل کر دو اور پھر سیریا (شام) ایک اسلامی ملک ہے اُس نے لبنان میں اپنی فوجیں بھیجیں، وہاں تسلّط کیا۔ بار بار جب چاہے وہاں فوجیں بھجواتا ہے اور جو چاہے وہاں کرتا ہے اس کو بھی باز رکھا جائے اور اُس کی فوجوں کو واپسی کے لئے مجبور کیا جائے۔ اس قسم کے یہ واقعات جو اسی علاقے سے تعلق رکھنے والے ہیں اُن کو ساتھ ملا کر غور ہونا چاہیئے۔ جہاں تک صدام حسین صاحب کی اس بات کا تعلق ہے، نہایت معقول ہے اور اگر انصاف کے تقاضوں کے پیشِ نظر بات کرتی ہے تو پھر خصوصیت کے ساتھ اس علاقے میں رونما ہونے والے سارے واقعات کو یکجائی صورت میں دیکھنا ہوگا۔

اسی تعلق میں کچھ اور باتیں بھی ہیں۔ صدام حسین صاحب نے اگر انصاف اور تقویٰ کی نظر سے دیکھا جائے تو کویت پر جو حملہ کیا ہے اس کی کوئی جائز وجہ نہیں ہے لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اُس سے کم جائز وجہ یہودیوں کے پاس ہے کہ وہ اردن کے مغربی ساحل پر قبضہ مستقل بنالیں اور اس علاقے کو ہمیشہ کے لئے ہتھیالیں لیکن اس کے علاوہ بھی بعض مظالم ان کی طرف منسوب ہوئے۔ مثلاً مغربی پریس نے یہ بات بہت ہی بڑھا چڑھا کر پیش کی کہ ایک شخص، ایک انگریز کو نکلنے کی کوشش میں سرحد سے پار کرتے ہوئے یعنی ملک چھوڑنے کی کوشش میں انہوں نے گولیوں سے ہلاک کر دیا۔ یہ ایک واقعہ ہے اس کے مقابل پر لبنان میں یا دیگر علاقوں میں یہود نے جو مسلسل مظالم کئے ہیں اور پھر یہودی ہوائی جہازوں نے عراق ہی کے ایٹمی پلانٹس کو جس طرح دن دہاڑے بڑی بے حیائی کے ساتھ تباہ و برباد کیا، ان سارے واقعات کو مغربی دنیا نے نظر انداز کیا ہوا ہے اور اس کے خلاف ایک انگلی تک نہیں اٹھائی۔ ایک علاقے میں ایک شخص مارا جاتا ہے، اس کے اوپر دنیا کے سارے اخبارات، ریڈیو، ٹیلیویژن پر شور پڑ جاتا ہے کہ ظلم کی حد ہوگئی ہے۔ ہزارہا بوڑھے بچے، جوان، جو کیمپوں میں بالکل نہتے پڑے ہوئے ہیں ان کو جب بالکل مظلوم حالت میں تہہِ تیغ کر دیا جاتا ہے اور بچوں کے سر پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر پھوڑے جاتے ہیں۔ بلبلاتی ہوئی ماؤں کے سامنے ان کے بچے ذبح کئے جاتے ہیں اور پھر آن ماؤں کی باری آتی ہے۔ لبنان کے ایک کیمپ میں اتنا ہولناک واقعہ گذر گیا ہے اور اس پر کسی نے کوئی شور نہیں مچایا۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ انصاف کی باتیں ہیں۔ یا اور باتیں ہیں۔ محرکات اگر انصاف پر مبنی ہیں تو پھر انصاف تو ایک ہی نظر سے سب دنیا کو دیکھتا ہے۔ انصاف کے پیمانے بدلا نہیں کرتے۔

کشمیر میں ظلم وستم پر خاموشی کیوں

اِسی طرح عراق میں یہ مشہور کیا گیا کہ بعض انگریز ائیر ہوسٹس (AIR HOSTESSES) کے ساتھ وہاں کے فوجیوں نے انتہائی بہیمانہ سلوک کیا اور ان کی آبرو ریزی کی اور اس پر بہت شور پڑا ہے۔ کشمیر میں گذشتہ کئی مہینوں سے مسلسل مسلمان عوام اور غریب عورتوں اور بچوں پر شدید مظالم توڑے جارہے ہیں اور آبرو ریزی کے واقعات اس کثرت سے ہو رہے ہیں اور ایسے دردناک واقعات ہیں کہ وہ جو مجھے اطلاعیں ملتی ہیں اُن کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل لرزاٹھتا ہے کہ ایسے بہیمانہ اور سفاکانہ سلوک بھی دنیا میں کئے جاسکتے ہیں۔ کون سے مغربی ممالک ہیں جنہوں نے اس معاملے پر ہندوستان کو ملامت کا نشانہ بنایا ہو اور کون سا مغربی میڈیا ہے جس نے ان باتوں کو نمایاں کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہو۔ جہاں روزانہ بیسیوں ایسے ظالمانہ واقعات ہوتے ہیں اور ہوتے چلے جارہے ہیں ان سے آنکھیں بند ہیں اور یہ واقعہ جو کہا جاتا ہے کہ عراق میں ہوا ہے اس کے اوپر اتنا شور پڑا اور اس شور کے مدھم ہونے سے پہلے ہی یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ وہ سب جھوٹ تھا اور ایک فرضی بات تھی۔ دوسری طرف عراق بھی جو اسلامی انصاف کے تقاضے ہیں اُن پر پورا نہیں اتر رہا۔ اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ خواہ لڑائی ہو اور خواہ جس قوم سے تمہاری لڑائی ہو رہی ہے اس قوم سے تعلق رکھنے والے لڑائی کے دوران تمہارے ملک میں آباد ہوں تم ان کو کسی قسم کا HOSTAGE (یرغمال) بناؤ، کسی قسم کی سودا بازی کے لئے ان کو استعمال کرو یا ان پر کوئی ایسا ظلم کرو جو تقویٰ کے خلاف ہے یعنی ظلم فی ذاتہٖ تقویٰ کے خلاف ہے مراد یہ ہے کہ اُن کے ساتھ ہر قسم کی زیادتی سے اسلام منع کرتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلّم کی ساری زندگی اور اس زندگی میں ہونے والے تمام غزوے گواہ ہیں کہ ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ جس قوم کے ساتھ اسلام کی فوجیں برسرِپیکار تھیں ان کے آدمی جو مسلمانوں کے قبضۂ قدرت میں تھے ان سے ایک ادنیٰ بھی زیادتی ہوئی ہو۔ وہ کلیتہً آزاد تھے۔ جس طرح چاہتے زندگی بسر کرتے اور کسی ایک شخص نے، فردِ واحد نے بھی اُن پر کبھی کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ اسلام تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر کوئی پناہ مانگتا ہے تو خواہ وہ دشمن قوم سے تعلق رکھنے والا ہو اس کو پناہ دو لیکن عراق نے اسلام کے اس اخلاق کے پیمانے کو کلیتہً نظر انداز کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تمام برٹش قوم سے تعلق رکھنے والے جو کسی حیثیت سے کویت میں یا عراق میں زندگی بسر کر رہے تھے اور تمام امریکن جو ان علاقوں میں موجود تھے اُن کو نہ ملک چھوڑنے کی اجازت ہے نہ اپنے گھروں میں رہنے کی اجازت ہے وہ فلاں فلاں ہوٹل میں اکٹھے ہو جائیں۔ اسی طرح دیگر غیر ملکیوں کو بھی جو اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کو بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔

اب ظاہر بات ہے کہ جس طرح یہ معاملہ آگے بڑھ رہا ہے اِن کو HOSTAGES (یرغمالیوں) کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ اب یہ بات اپنی ذات میں کلیتہً اسلامی اخلاق تو درکنار، دنیا کے عام مروّجہ اخلاق کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے اخلاق ہیں کہاں؟ آج کی سیاست میں کون سا ایسا ملک ہے خواہ وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی ہو جس کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہوں کہ یہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترتا ہو یا اسلامی اخلاق کے ادنیٰ معیار پر بھی پورا اترتا ہو۔ ہر طرف رخنے ہیں۔ اب حال ہی میں یہ جو یونائیٹڈ نیشنز کے ریزولیوشنز کو بہانہ بنا کے تمام طرف سے عراق کا BLOCKADE (ناکہ بندی) کیا گیا یعنی فوجی اقدام کے ذریعے عراق میں چیزوں کا داخلہ بھی بند کیا گیا اور وہاں سے چیزوں کا نکلنا بھی بند کیا گیا۔ اس میں دو قسم کی اخلاقی زیادتیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی ہیں جو بہت ہی خطرناک ہیں۔ ایک یہ کہ یونائیٹڈ نیشنز نے ہرگز کھانے پینے کی اور ضروریاتِ زندگی کی اشیاء کو بائیکاٹ میں شامل نہیں کیا تھا۔ دوسرے یونائیٹڈ نیشنز نے ہرگز یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ اگر کوئی ملک بائیکاٹ نہ کرنا چاہے تو اسے زبردستی بائیکاٹ کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اب ان دونوں باتوں میں امریکہ بھی اور انگلستان بھی یہ کھلی کھلی دھاندلی کر رہے ہیں۔ ایک طرف عراق پر بد اخلاقی کا الزام ہے جو ہم مانتے ہیں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے بد اخلاقی ہے لیکن دوسری طرف اس دوسرے سانس میں خود ایک ایسی خوفناک بد اخلاقی کے مرتکب ہوتے ہیں جو بظاہر ڈپلومیسی کی زبان میں لپٹی ہوئی اور اتنی نمایاں طور پر خوفناک دکھائی نہیں دیتی مگر امرِ واقعہ یہ ہے کہ بغداد کی حکومت نے جو چار ہزار انگریز اور دو ہزار امریکن یا اس کے لگ بھگ جتنے بھی ہیں اُن لوگوں کو پکڑ کر اپنے پاس HOSTAGE (یرغمال) کے طور پر رکھا ہوا ہے اگر ان کو بالآخر خدانخواستہ ظالمانہ طور پر وہ ہلاک بھی کر دیں تو بھی یہ ظلم جو انگریز اور امریکہ مل کر عراق پر کر رہے ہیں یہ اس سے بہت زیادہ بھیانک جرم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اب اس جرم کے دائرے میں یعنی اس جرم کے نشانے کے طور پر JORDAN (اردن) کو بھی شامل کیا جا رہا ہے۔

اردن کو دھمکیاں

شرقِ اردن ایک ایسا ملک ہے جو ہمیشہ مغرب کا وفادار رہا ہے بلکہ قابلِ شرم حد تک وفادار رہا ہے اور سب سے زیادہ وفادار اس علاقے میں جو اسلامی ریاست تھی وہ یہی ریاست تھی۔ ویسے تو وفا میں سعودی عرب ان سے بڑھ کر ہے لیکن اُس کا معاملہ صرف وفا کا نہیں۔ سعودی عرب کے تمام مفادات امریکن مفادات کے ساتھ ہم آہنگ ہو چکے ہیں اور ایک ہی چیز کے دو نام بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہاں وفا کا سوال نہیں مگر شرقِ اردن جو ایک چھوٹا ملک ہے یہ واقعۃً ایک لمبے عرصے سے مغربی دنیا کا مشہور وفادار ملک چلا آ رہا ہے۔ انگریزوں کے ساتھ بھی بڑے گہرے دوستانہ بلکہ برادرانہ مراسم، امریکنوں کے ساتھ بھی اور اب تک ان کی اپنی فہرستوں میں اس ملک کا نام ہمیشہ سرِ فہرست رکھا جاتا رہا۔ شرقِ اردن کی مشکل یہ ہے کہ اگر وہ عراق کے ساتھ اقتصادی بائیکاٹ کرے تو خود مرتا ہے اور اس کے لئے زندگی کا کوئی اور چارہ نہیں رہتا اور پھر اگر اس کے نتیجے میں عراق اسے بہانہ بنا کر اس پر قبضہ کرنا چاہے تو شرقِ اردن میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ چند گھنٹے اُس کا مقابلہ کر سکے۔ اس لئے اُن کی یہ مجبوری ہے مگر اس مجبوری کو کلیۃً نظرانداز کرتے ہوئے مغرب نے شرقِ اردن کو بھی اپنے جرم کا نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ اگر تم نے عراق کا BLOCKADE (ناکہ بندی) کرنے میں ہماری مدد نہ کی تو ہم تمہارا BLOCKADE (ناکہ بندی) کریں گے اور اس BLOCKADE (ناکہ بندی) میں چونکہ خوراک شامل ہے اس لئے بے شمار انسانوں کو ایڑیاں رگڑا رگڑا کر بھوکوں مارنے کا منصوبہ ہے یہاں تک کہ وہ کلیۃً ذلیل اور رسوا ہو کر اپنے ہر مؤقف سے پیچھے ہٹ جائے خواہ وہ مبنی بر انصاف ہو یا مبنی بر انصاف نہ ہو۔ اور صرف یہی نہیں۔ اس کے بعد اور بھی بہت سے بدارادے ہیں جن کے تصوّر سے بھی انسان کی رُوح کانپ اٹھتی ہے۔

مغربی سیاست دجل کے بلند ترین مقام پر

اس لئے سوال یہ ہے کہ کہاں انصاف ہے؟ مغربی دنیا چونکہ ڈپلومیسی جس کو اسلامی اصطلاح میں دجل کہا جاتا ہے، دجل میں ایک درجۂ کمال تک پہنچی ہوئی ہے۔ آج تک بنی نوعِ انسان میں کبھی دجل کو اس بلندی تک نہیں پہنچایا گیا جس بلندی تک آج کی مغربی دنیا ڈپلومیسی اور سیاست کے نام پر دجل کو اپنے عروج تک پہنچا چکی ہے۔ اس لئے ان کے جرائم ہمیشہ پردوں میں لپٹے رہتے ہیں۔ اُن کی زبان میں سلاست ہوتی ہے اور پروپیگنڈے کے زور سے اپنی باتیں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ان میں کچھ معقولیت دکھائی دینے لگتی ہے۔ بہرحال ایک طرف تو یہ حال ہے کہ یہ جو بحران ہے وہ دن بدن گہرا ہوتا چلا جا رہا ہے اور بہت سے خطرات ایسے ہیں جو سر اٹھا کر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور بہت سے ایسے خطرات ہیں جو ابھی سر اتنا نہیں اٹھا سکے کہ عام انسانی نظر ان کو دیکھ سکے لیکن اگر آپ گہری نظر سے مطالعہ کریں تو آپ کو وہ بھی دکھائی دے سکتے ہیں۔ ہمارا ایک چھوٹا سا مچھلیوں کا تالاب ہوا کرتا تھا، جب ہم وہاں جاتے تھے تو پہلی نظر سے تو صرف پانی کی سطح دکھائی دیا کرتی تھی۔ پھر وہ مچھلیاں نظر آنے لگتی تھیں جو SURFACE کے قریب یعنی سطح کے قریب آ کر سر ٹکراتی ہیں لیکن جب غور سے دیکھتے تھے تو پھر سطح سے نیچے تہہ تک آہستہ آہستہ وہ مچھلیاں بھی دکھائی دینے لگتی تھیں جو پہلی اور دوسری نظر میں دکھائی نہیں دیتی تھیں تو دنیا کے سیاسی معاملات کا بھی یہی حال ہوا کرتا ہے۔ ایک سطحی نظر ہے جس سے عوام الناس دیکھتے ہیں۔ کچھ دیر بعد ان کو وہ سر اٹھاتی ہوئی مچھلیاں بھی دکھائی دینے لگتی ہیں لیکن اگر مومن کی نظر سے اور فراست کی نظر سے دیکھا جائے تو پاتال تک کے حالات دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس پہلو سے ابھی بہت سے خطرات ایسے ہیں جو آپ کے سامنے ظاہر نہیں ہوتے اور وقت ان کو ظاہر کرے گا لیکن میری دعا ہے اور میں آپ کو بھی اس دعا میں شامل کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان خطرات کو عالمِ اسلام کے سر سے ٹال دے۔

قرآن کریم کا بیان کردہ حل

اب مسلمانوں کے گروہوں کا جہاں تک حال ہے یا مسلمانوں کے ردِعمل کا جہاں تک حال ہے یہ ایک نہایت ہی خوفناک اور افسوسناک ردِعمل ہے۔ میں نے ایک پچھلے خطبے میں یہ بات بہت کھول کر عالمِ اسلام کے سامنے پیش کی تھی اور اخباروں میں بھی وہ بیان جاری کئے خواہ وہ جاری ہوئے یا نہ ہوئے لیکن میں نے ہدایت کی تھی کہ مسلمان سربراہوں کو اُن ہدایات کا خلاصہ یا اُن مشوروں کا خلاصہ ضرور بھجوا دیا جائے۔ خلاصہ اس کا یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم کی طرف لوٹیں کیونکہ قرآن کریم یہ فرماتا ہے .... (سورۃ النساء : آیت ۶۰)

جب تم آپس میں اختلاف کیا کرو تو محفوظ طریق کار یہی ہے جس میں امن ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی طرف بات کو لوٹایا کرو۔ قرآن اور سنت جس طرف چلنے کا مشورہ دیں اسی طرف چلو۔ اور اسی میں تمہارا امن ہے اور اسی میں تمہاری بقاء ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ دنیا کے سیاستدانوں کے ساتھ جوڑ توڑ کے اپنے معاملات طے کرنے کی کوشش کرو، قرآنی تعلیم کی طرف لوٹو اور قرآن کریم نے جو طریق کار واضح طور پر کھول کر بیان فرمایا ہے اس سے روشنی حاصل کرو اور وہ یہ ہے کہ صرف ایک قوم کے مسلمان نہیں بلکہ ہر ایسے جھگڑے کے وقت جس میں دو مسلمان ممالک ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہونے والے ہوں تمام مسلمان ممالک اکٹھے ہو کر سر جوڑ کر اس ایک ملک پر دباؤ ڈالیں جو شرارت کر رہا ہو اُن کے نزدیک اور پھر انصاف کے ساتھ اُن دونوں کے معاملات سُن کر صلح کرانے کی کوشش کرو اگر اس کے باوجود صلح نہ ہو اور ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے تو یہ مسلمان ممالک کا کام ہے کہ وہ اس ایک ملک کا مقابلہ کریں اور غیروں سے مدد کا کہیں ذکر نہیں فرمایا گیا۔ اگر اس تعلیم کو پیشِ نظر رکھا جاتا تو آج جو یہ حالات بد سے بدتر صورت اختیار کر چکے ہیں اور نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کر چکے ہیں ان کی بالکل اور کیفیت ہوتی۔

قرآن کریم کی اس تعلیم سے میں یہ سمجھتا ہوں اور مجھے کامل یقین ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو ایک مسلمان ملک خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اُس کے مقابل پر سارے مسلمان ملک مل کر یہ اجتماعی طاقت ضرور رکھیں گے اور ہمیشہ رکھتے رہیں گے کہ اگر وہ اپنی ضد پر قائم ہو تو اُسے بزور دبا دیا جائے اور اس کی انا توڑنے پر اُسے مجبور کر دیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن کریم یہ تعلیم نہ دیتا۔ یہ ایسی واضح اور قطعی تعلیم ہے جس میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ کوئی اسلامی ملک خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اگر وہ سرکشی دکھاتا ہے اور تم باقی مسلمان ملک قرآنی تعلیم کے مطابق معاملات طے کرانے کی کوشش کرتے ہو اور وہ ضد کرتا ہے اور بغاوت اختیار کرتا ہے تو تمہاری اجتماعی طاقت اُسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گی۔ یہ خوشخبری ہے جو قرآن کریم نے ہمیشہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے دی ہے۔ اور یہ خوشخبری آج بھی صادق آتی ہے اگر اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ نہ صرف سعودی عرب نے اپنے سرپرستوں کو فوری طور پر مداخلت کی دعوت دی اور ان کی فوجیں یعنی امریکہ کی اور انگلستان کی فوجیں وہاں پہنچنی شروع ہوئیں بلکہ تمام دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کو انہوں نے مجبور کیا یا آمادہ کیا اِن بڑی طاقتوں نے کہ وہ بھی کچھ نہ کچھ حصّہ ڈالیں چنانچہ مشرق بعید سے بھی، دور دراز سے کچھ نیول یونٹس یا ہوائی جہازوں کے یونٹس یا کچھ فوجی ہر طرف سے وہاں پہنچنے شروع ہوئے تاکہ تمام دنیا ایک طرف ہو جائے اور عراق اور اس کے ایک آدھ ساتھی، شرق اردن کو ایک طرف کر دیا جائے اور اب تک کہا جا رہا ہے کہ یہ سب دفاعی اقدامات ہیں اور خطرات کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ان کی حد بندی کی جا رہی ہے۔

دوسرا اس کا پہلو یہ ہے کہ اکثر مسلمان ممالک ان بڑے ممالک کے دباؤ کے نیچے آکر مجبور ہو چکے ہیں یا اپنی خود غرضیوں کی وجہ سے اس بات پر بطیبِ خاطر شرح صدر کے ساتھ آمادہ ہو چکے ہیں کہ وہ بھی اپنی فوجیں وہاں بھیجیں یہاں تک کہ پاکستان کی حماقت کی حد ہے کہ پاکستان بھی اُن مسلمان ممالک میں شامل ہو گیا ہے جس نے سعودی عرب سے اپنی فوجیں بھجوانے کا وعدہ کیا ہے یعنی ایسی فوج جو امریکہ اور انگلستان کی فوجوں کے ساتھ مل کر مسلمان ملک عراق کے ساتھ لڑے گی۔

اصل خطرہ یہ ہے!

یہ صورتحال بہت زیادہ سنگین ہوتی چلی جا رہی ہے اور یہ خیال کرنا کہ یہ ساری کارروائیاں اور اتنی بڑی تیاریاں صرف سعودی عرب کو بچانے کے لئے کی جا رہی ہیں، بہت پرلے درجے کی حماقت ہوگی۔ اس سے زیادہ سادگی نہیں ہو سکتی کہ انسان یہ خیال کرے کہ اتنے بڑے ہنگامے جو دنیا میں برپا ہو رہے ہیں۔ تمام طرف سے نیول BLOCKADE (بحری ناکہ بندی) ہو رہے ہیں اور نہایت خطرناک قسم کے جنگی طیارے جو آج تک کبھی کسی محاذ پر استعمال نہیں ہوئے وہ بھی وہاں پہنچائے جا رہے ہیں اور جدید ترین جنگی ہتھیار وہاں اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔ یہ صرف سعودی عرب کو عراق سے بچانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ مجھے جو خطرہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ سعودی عرب کے بہانے عراق کو چاروں طرف سے کلیۃً نہتا کرنے کے بعد اسرائیل کو اجازت دی جائے گی کہ وہ عراق پر حملہ کرے اور JORDAN (اردن) نے اگر یہی رستہ اختیار کیا جو اس وقت اختیار کئے ہوئے ہے یعنی اپنی مجبوری کی وجہ سے عراق کے ساتھ ہے تو اُن کے لئے یہ بہت بڑا بہانہ موجود ہے کہ اس وجہ سے کہ JORDAN (اردن) ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا، JORDAN (اردن) کو سزا دی جائے اور اس کی سزا یعنی بقیہ آدھی سزا یہ ہوگی کہ جس طرح اردن کے مغربی کنارے پر یہود قابض ہو گئے JORDAN (اردن) کے باقی علاقے پر بھی جس حد تک ممکن ہے یہود قابض ہو جائیں اور جس حد تک تیزی کے ساتھ عراق وہاں پہنچ سکتا ہے اُس کے کچھ علاقے پر عراق قابض ہو جائے اور اس کے بعد پھر عراق کو شدید سزا دی جائے۔

اس ضمن میں یہ خطرہ ہے کہ کچھ عرصے تک یہ دباؤ بڑھایا جائے گا اور بھوک سے مجبور کر کے ان کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے گا اور اس دوران اگر کسی وقت مناسب سمجھا گیا تو ایک اشارے پر اسرائیل کو اجازت دی جا سکتی ہے اور یہ سب کہہ سکتے ہیں کہ ہم تو مسلمان فوجوں کے ساتھ مل کر یہاں حفاظت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا تو اس میں دخل ہی کوئی نہیں اور ہمارے ان فوجی اقدامات کے ساتھ تمام عالمِ اسلام کا اتفاق شامل ہے اور ہماری طرف سے تو کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ یہ عراق اور اسرائیل کے درمیان کے معاملات ہیں، یہ آپس میں طے کرتے ہیں۔ ہم تو بیچ میں دخل نہیں دیں گے اور مسلمان ممالک کی فوجیں چونکہ یہاں مقفل ہو چکی ہوں گی۔ اس لئے دوسرے مسلمان ممالک اگر چاہیں بھی تو الگ ہو کر اسرائیل کے مقابلے کے لئے عراق کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔ اگر یہ نہ ہو تو اس کے علاوہ بھی یہ خطرہ بڑا حقیقی ہے کہ عراق کے ساتھ ایسا خوفناک انتقام لیا جائے گا کہ اسے پرزہ پرزہ کر دیا جائے گا اور جب تک ان کے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو گی۔ جب تک یہ ابھرتا ہوا مسلمان ملک جو اس علاقے میں ایک غیر معمولی طاقت بن رہا ہے اسے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود نہ کر دیا جائے۔ یہ ارادے پہلے اسرائیل میں پیدا ہوئے ہیں اور میں اسرائیل کے جو بیانات پڑھتا رہتا ہوں ان سے مجھے یقین ہے کہ بہت دیر سے اسرائیل جو یہ پروپیگنڈا کر رہا تھا کہ اسرائیل کو عراق سے خطرہ ہے یہ ساری باتیں اس کا شاخسانہ ہیں۔ کس طرح عراق کو آمادہ کیا گیا کہ وہ کویت پر قبضہ کرے اور پھر یہ سارا سلسلہ جاری ہو۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ایسے واقعات اتفاقی نہیں ہوا کرتے اور ان کے پیچھے کچھ محرکات ہوتے ہیں کچھ زیر زمین سازشیں کام کر رہی ہوتی ہیں۔ کہیں سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں۔ کہیں دوسرے ایسے غدار ملک کے اندر موجود ہیں جو غیر ملکی بڑی بڑی طاقتوں کی خواہشات کو عملی جامہ پہنانے میں نہایت حکمت کے ساتھ دبی ہوئی خفیہ کارروائیاں کرتے ہیں اور ان کارروائیوں کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الناس میں موجود ہے کہ خناس وہ طاقتیں ہیں جو ایک شرارت کا بیج بو کر خود پیچھے ہٹ جاتی ہیں اور کچھ پتہ نہیں لگتا کسی کو کہ کہاں سے بات شروع ہوئی۔ کیوں ہوئی۔ کوئی بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے تو کون ذمہ دار ہے۔ لیکن درحقیقت ان کے پیچھے بعض بڑی بڑی قومیں ہوا کرتی ہیں۔ پس اس پہلو سے یہ حالات نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کر چکے ہیں۔

عالمِ اسلام کا تاریخی پسِ منظر

اب آپ عالم اسلام کا تاریخی پس منظر میں جائزہ لے کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کبھی بھی اسلام کی قوت کو بعض مسلمان ممالک کے شامل ہوئے بغیر نقصان نہیں پہنچایا جا سکا۔ ساری اسلامی تاریخ کھلی کھلی اس بات کی گواہ بنی ہے کہ جب بھی مغربی طاقتوں نے مسلمان طاقت کو ابھرنے سے روکا ہے یا ویسے کسی ظاہری یا مخفی جنگی کارروائی کے ذریعے ان کو پارہ پارہ کیا ہے یا نقصان پہنچایا ہے تو ہمیشہ بعض مسلمان ممالک کی تائید ان لوگوں کو حاصل رہی۔ میں اس تاریخ کا مختصر ذکر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ صرف نکات کی صورت میں۔ حضرت (فضل عمر) نے

الٓمٓر کے اعداد پر بحث کرتے ہوئے یہ نقاب کشائی سب سے پہلے فرمائی کہ ان آیات میں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان اعداد میں اسلامی تاریخ کے ساتھ کوئی تعلق موجود ہے اور ان کے اعداد ۲۷۱ بنتے ہیں اور ۲۷۱ وہ سال ہیں جو پہلی تین نسلوں کے گزرنے کے سال ہیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خوشخبری دی تھی کہ یہ نسلیں یعنی میری نسل اور پھر اس کے بعد کی نسل اور پھر اس کے بعد کی نسل یہ مامون اور محفوظ نسلیں ہیں۔ ان کا بھی کم و بیش وقت ۲۷۱ سال پر جا کر پورا ہوتا ہے۔ یہ وہ خطرناک سال ہے جس میں عالم اسلام کے انحطاط کی بنیادیں کھودی گئیں اور آئندہ سے پھر عالم اسلام میں جو افتراق پیدا ہوا ہے اور مختلف جگہ انحطاط کے آثار پیدا ہوئے ہیں۔ دراصل ان کا آغاز اسی سال میں ہوا ہے۔ حضرت (فضل عمر) نے جو دو بڑے اہم واقعات سنگِ میل کے طور پر پیش فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں کہ ۲۷۱ھ میں سپین کی اسلامی مملکت نے پوپ کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ بغداد کی حکومت کو تباہ کرنے میں اور ان کو شکست دینے میں پوپ سپین کی اسلامی مملکت کی تائید کرے گا اور اس زمانے میں چونکہ پوپ کا اثر مغربی سیاسی دنیا پر غیر معمولی طور پر زیادہ تھا بلکہ بعض پہلوؤں سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پوپ ہی کی حکومت تھی۔ اس لئے یہ ایک بہت ہی بڑا خطرناک معاہدہ تھا اور یہ ایسی سازش تھی جیسے آج سعودی عرب تمام مغربی طاقتوں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کرے کہ ایک اسلامی ملک کو تباہ کر دیا جائے اور وہ اسلامی ملک پھر وہی ملک ہو جس کا دارالخلافہ بغداد ہے۔ دوسری طرف بغداد نے ۲۷۲ یا ۲۷۳ ہجری میں قیصر روم کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ قیصر روم اور بغداد کی حکومت یعنی عراق کی حکومت، اس وقت تو عراق اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ عراق کے علاوہ بھی اسلامی مملکت پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے اس زمانے کی اسلامی حکومت کو بغداد کی حکومت کہنا ہی زیادہ موزوں ہے تو بغداد کی حکومت اور قیصر روم کی طاقت مل کر سپین کی اسلامی مملکت کو تباہ کر دیں گے۔ پس یہ وہ سال ہے جو آئندہ کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے مسلمانوں کے امن کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہلاکتوں کے رستے کھولنے والا سال تھا اور اس کے بعد جب بھی بڑے بڑے واقعات اسلامی مملکتوں پر گذرے ہیں، ہمیشہ غیروں کی سازشوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض مسلمان ممالک ضرور شامل رہے ہیں۔

ہلاکو خان کے ذریعے ۱۲۵۸ء میں بغداد کو تباہ کروا دیا گیا۔ یعنی تقدیر نے کروایا یا جو بھی حالات تھے ان میں بھی تاریخ سے ثابت ہے کہ اس وقت المستعصم جو آخری عباسی خلیفہ تھا اور بہت کمزور ہو چکا تھا، اس کے وزیرِ اعظم نے یا وزیر نے، مجھے جہاں تک یاد ہے غالباً وزیر اعظم تھے اور وہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور وہ ناراض تھے المستعصم سے اس وجہ سے کہ انہوں نے بعض نہایت ظالمانہ کارروائیاں شیعوں کے خلاف کیں۔ یہ درست ہے کہ وہ کارروائیاں ظالمانہ تھیں۔ ان کا کوئی حق المستعصم کو نہیں پہنچتا تھا۔ لیکن اس کا بدلہ انہوں نے اس طرح اتارا کہ ہلاکو خان جو اپنے تسخیر کے ایک دورے پر تھا لیکن یہ خوف محسوس کرتا تھا کہ بغداد پر حملہ کرنا شاید معقول نہ ہو اور شاید اس کے اچھے نتائج نہ نکلیں۔ اس کو اس وزیر نے پیغام بھجوایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اس مملکت کا صرف رعب ہی رعب ہے اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہے اور بعض ایسے اقدامات کئے جن کے نتیجے میں فوج کو منتشر کروا دیا گیا۔ زیادہ جو فوج رکھی گئی تھی اس کے متعلق بادشاہ کو کہا گیا کہ خزانہ اس کا بار برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کو کم کردو۔ کچھ فوج کو ایسی سرحدوں کی طرف بھجوا دیا گیا جہاں سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ غرضیکہ ہلاکو خان کو دعوت دے کر بلایا گیا اور وہ جو بے انتہا خوفناک بربادی بغداد کی اور اس اسلامی حکومت کی ہوئی ہے اس کی تفاصیل میں جانے کا موقعہ نہیں۔ اکثر لوگوں نے یہ واقعات سنے ہوں گے اور اس پر بعض دردناک ناول بھی لکھے گئے۔ بہرحال یہ دنیا کا ایک معروف ترین تاریخی واقعہ ہے۔

یہ واقعہ ۶۳۷ ہجری میں گزرا ہے اور اس وقت بھی ایک مسلمان ملک کے اندر سے ہی بعض مسلمانوں نے غیر قوموں سے سازشش کر کے بغداد پر حملہ کروایا۔ اس کے بعد تیمور لنگ کے ہاتھوں ۱۳۸۶ء میں بڑی بھاری تباہی مچائی گئی اور اس وقت بھی مسلمانوں کے نفاق اور افتراق کا نتیجہ تھا کہ تیمور لنگ کو یہ موقعہ میسّر آیا کہ وہ ایک دفعہ پھر بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دے اور اس مملکت کو تباہ و برباد کر دے۔ تیسری دفعہ ترکوں کے ہاتھوں ۱۶۳۸ء میں بغداد کی حکومت کو برباد کیا گیا اور یہ بھی ایک مسلمان حکومت تھی جو مسلمان حکومت کے خلاف برسرِ پیکار تھی۔ اس کے بعد ترکوں کی حکومت کو برباد کرنے کے لئے انگریزوں نے سعودی عرب کے اس خاندان اور سعودی عرب کے اس فرقے سے مدد حاصل کی جو اس وقت سعودی عرب پر قابض ہے اور اس زمانے میں کویت جس پر اب عراق نے حملہ کیا ہے ان کا نمایاں طور پر ممد و مددگار تھا۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے یعنی اگر سعودی عرب کے موجودہ خاندان کہ جو ایک سیاسی خاندان تھا اور ان کا قبیلہ اور فرقہ، وہابیہ اکٹھے ہو کر انگریز کی تائید نہ کرتے۔ اور اگر کویت میں بسنے والے قبائل ان کی مدد نہ کرتے تو ترکی حکومت کو عالم اسلام سے ختم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ عرب ازم کے تصوّر کو اٹھایا گیا اور بھی بہت سی کارروائیاں ہیں۔ یہ لمبی کہانی ہے مگر اس وقت بھی ایک غیر طاقت نے بعض مسلمانوں کو استعمال کر کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی حکومت کو برباد کیا۔ یعنی پہلے ترکی نے عراق کو، بغداد کی حکومت کو تباہ کیا پھر کویت اور سعودی عرب کے علاقے میں بسنے والے مسلمانوں کی مدد سے ترکی کی حکومت کو تباہ و برباد کروایا گیا۔ اب پھر ویسے ہی حالات درپیش ہیں۔ اب پھر سعودی عرب کی مدد سے اور تائید سے اور اردگرد کی ریاستوں کی تائید اور مدد کے ساتھ ایک بڑی اسلامی مملکت کو بہت ہی سخت خطرہ درپیش ہے اور جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے ان قوموں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس دفعہ عراق کو ایسی خوفناک سزا دی جائے اور ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ پھر بیسیوں سال تک کوئی مسلمان ملک ان قوموں کے خلاف سر اٹھانے کا یا ان سے آزادی کا تصور بھی نہ کر سکے اور اس میں سب سے بڑا محرک اسرائیل ہے کیونکہ اسرائیل بڑے عرصے سے یہ شور مچا رہا ہے کہ ہمیں عراق کی طرف سے کیمیائی حملے کا خطرہ ہے اور ہماری چھوٹی سی ریاست ہے۔ اگر عراق کیمیاوی حملہ کرے تو ہم صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔

عراق کے خلاف اصل محرک اسرائیل ہے

پس جو بھی خطرہ تھا وہ حقیقی تھا یا غیر حقیقی اور اس کی ذمہ داری کس پر ہے۔ اس بحث میں جائے بغیر یہ بات بہرحال قطعی اور یقینی ہے کہ سب سے بڑا ان حالات کا محرک اسرائیل ہے اور اسرائیل کے مفادات ہیں۔ اور اس وقت تمام عالم اسلام گویا اسرائیل کے مفادات کی حفاظت کے لئے کھڑا ہو چکا ہے اور اس کے مقابل پہ ایک ایسے اسلامی ملک کو برباد کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے جس کی یقیناً بعض حرکتیں غیر اسلامی تھیں اور تقویٰ اور انصاف کے خلاف تھیں لیکن اس کے باوجود اس بات کا سزاوار تو نہیں کہ اس کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے اور برباد کر دیا جائے۔ انصاف کے خلاف ساری دنیا میں حرکتیں ہو رہی ہیں۔ اس سے بہت زیادہ حرکتیں ہو رہی ہیں اور کوئی بڑی طاقت اس کے لئے اپنی چھوٹی انگلی بھی نہیں ہلاتی۔ اس لئے جو کچھ یہ کر رہے ہیں یہ انصاف کی خاطر نہیں کر رہے۔ گہری دشمنیاں ہیں۔ بعض انتقامات انہوں نے لینے ہیں اور یہ حملہ حقیقت میں اسلام پہ حملہ ہے گو بظاہر ایک ایسے اسلامی ملک پر حملہ ہے جس کی اپنی حرکتیں بھی اسلامی نہیں رہیں۔ پس یہ دشمنیاں بہت گہری ہیں اور تاریخی نوعیت کی ہیں۔ اور یہ فیصلے بہت اونچی سطح پر کئے گئے ہیں کہ اس وقت ساری دنیا میں سب سے بڑی طاقت کے طور پر عراق ابھر رہا ہے۔ اگر اسے ابھرنے دیا گیا تو بعید نہیں کہ یہ اردگرد کی ریاستوں کو ہضم کرنے کے بعد ایک متحد عالمِ اسلام مشرقِ اوسط میں پیدا کر دے جس میں ساری دنیا کی تیل کی دولت کا ایک معتد بہ حصّہ موجود ہو۔ اور اقتصادی لحاظ سے اس میں یہ صلاحیت موجود ہو گی کہ وہ باقی تمام باتوں میں بھی خود کفیل ہو جائے اور پھر غیر معمولی بڑی فوجی طاقت بن کر ابھرے۔ یہ ان کے خطرات ہیں۔ خطرات کچھ بھی ہوں۔ آج یہ سب سے بڑا خطرہ جو عالم اسلام کو دکھائی دینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ مسلمان ممالک کی تائید اور نصرت اور پوری حمایت کے ساتھ ایک ابھرتی ہوئی اسلامی مملکت کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور خود اس میں اسی مملکت کے ارباب حل و عقد ذمہ دار ہیں۔ ایسی صورت میں کیا ہو سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی وقت اتنا نہیں گزر چکا کہ حالات کو سنبھالا نہ جا سکتا ہو لیکن مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے کہ خدا اور رسول کی طرف لوٹیں اور کوئی نجات اور امن کی راہ نہیں ہے۔

عراق کو تقویٰ سے کام لینے کی نصیحت

جہاں تک عراق کا تعلق ہے، ان کے لئے سب سے پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ اسلامی اخلاق کو مجروح نہ کریں اور اور زیادہ دنیا میں اسلام کو تضحیک کا نشانہ نہ بنائیں۔ وہ غیر ملکی جو اس وقت ان کی پناہ میں ہیں خواہ ان کا تعلق امریکہ سے ہو یا انگلستان سے ہو یا پاکستان سے ہو۔ ان کو کھلی آزادی دیں کہ جہاں چاہو جاؤ۔ ہمارا تم پر کوئی حق نہیں ہے۔ ہماری ان ملکوں سے اگر لڑائیاں ہیں تو ہم اس سے نبٹیں گے۔ یا اپنے معاملات کو طے کریں گے مگر تم اپنی ذات میں معصوم ہو اور ہماری امانت ہو۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے ہر غیر ملکی اس ملک میں امانت ہوا کرتا ہے جس میں وہ کسی وجہ سے جاتا ہے خواہ اس ملک کی اس غیر ملکی کے ملک سے لڑائی بھی چھڑ جائے تب بھی وہ امانت رہتا ہے۔ پس اس امانت میں خیانت کا نہایت ہولناک نتیجہ نکلے گا۔ ان کی انتقام کی آگ جو پہلے ہی بھڑک رہی ہے وہ اتنی شدّت اختیار کر جائے گی کہ وہ لکھوکھہا معصوم مسلمانوں کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔ حکومت کے سربراہ اور اس سے تعلق رکھنے والے تو چند لوگ ہیں جو مارے جائیں گے۔ وہ مسلمان معصوم عوام مارے جائیں گے۔ جنگ کے ایندھن بھی وہی بنیں گے اور جنگ کے بعد کے انتقامات کا نشانہ بھی انہیں کو بنایا جائے گا۔ اس لئے سوائے اس کے کہ عراق کی حکومت تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اسلامی تعلیم کی طرف لوٹے، اس کے لئے امن کی کوئی راہ کھل نہیں سکتی، یہ قدم اٹھائے اور دوسرے عالم اسلام کو یہ پیغام دے کہ میں پوری طرح تیار ہوں۔ تم جو فیصلہ کر دو میں اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور یہ گارنٹی دیتا ہوں کہ کویت سے میں اپنی فوجوں کو واپس بلاؤں گا۔ امن بحال ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ فیصلہ عالم اسلام کرے اور غیروں کو اس میں شامل نہ کیا جائے۔ اگر یہ تحریک زور کے ساتھ چلائی جائے اور عالم اسلام کے ساتھ جس طرح ایران سے صلح کرتے وقت نہایت لمبی جنگ کے اور خونریزی کے بعد جس میں ملینز ہلاک ہوئے یا زخمی ہوئے جو علاقہ چھینا تھا وہ واپس کرنا پڑا۔ اگر یہ ہو سکتا ہے تو خونریزی سے پہلے کیوں ایسا اقدام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دوسرا اقدام عراق کیلئے ضروری ہے کہ کویت سے اپنا ہاتھ اٹھالے اور عالمِ اسلام کو یقین دلائے کہ جسطرح میں نے ایران سے صلح کی ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں سے نبرد آزما ہونے کی خاطر، اُن کے ظلم سے بچنے کیلئے میں تم سب سے صلح کرنی چاہتا ہوں۔ اور یہ ظلم صرف ہم پر نہیں ہو گا بلکہ سارے عالم اسلام پر ہو گا۔ اسلام کی طاقت بیسیوں سال تک بالکل کچلی جائے گی۔ اور اسلامی مملکتیں پارہ پارہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو جائیں گی اور کاملۃً غیروں پر ان کو انحصار کرنا پڑے گا۔ اتنے خوفناک بادل اسوقت گرج رہے ہیں اور ایسی خوفناک بجلیاں چمک رہی ہیں کہ اگر ان لوگوں کو نظر نہیں آرہیں تو میں حیران ہوں کہ کیوں ان کو دکھائی نہیں دیتیں۔ نہ ان کو ان کا شور سنائی دے رہا ہے نہ ان کو خطرات دکھائی دے رہے ہیں اور جاہلوں کی طرح دو حصوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو گئے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ عراق یہ پیغام دے اور بار بار یہ پیغام ریڈیو، ٹیلی ویژن کے اور پریس نشریات کے ذریعے تمام عالم اسلام میں پہنچایا جائے کہ ہم واپس ہونا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے عالم اسلام کی عدالت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں لیکن غیروں کو شامل نہ کرو۔

یہ ایک ایسی اپیل ہے جس کے نتیجے میں تمام مسلمان رائے عامہ اتنی شدت کے ساتھ عراق کے حق میں اٹھے گی کہ یہ حکومتیں جو ارادۃً بدنیتوں کیساتھ بھی غیروں کے ساتھ تعلقات بڑھانے پر مجبور رہیں وہ بھی مجبور ہو جائیں گی کہ اس اپیل کا صحیح جواب دیں اور اگر نہیں دیں گی تو پھر اگر یہ خدا کی خاطر کیا جائے اور خدا کی تعلیم کے پیش نظر اسلامی تعلیم کیطرف لوٹا جائے تو اللہ تعالیٰ خود ضامن ہوگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ عراق کی اُن خطرات سے حفاظت فرمائے گا۔ جو خطرات اسوقت عراق کے سر پر منڈلا رہے ہیں۔ ہماری تو ایک درویشانہ اپیل ہے۔ ایک غریبانہ نصیحت ہے اگر کوئی دل اسے سنے اور سمجھے اور قبول کرے تو اس کا اس میں فائدہ ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیم ہے جو میں پیش کر رہا ہوں اور اگر تکبر اور رعونت کی راہ سے ہماری اس نصیحت کو رد کر دیا گیا تو میں آج آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اتنے بڑے خطرات عالم اسلام کو درپیش ہونے والے ہیں کہ پھر مدتوں تک سارا عالم اسلام نوحہ کناں رہے گا اور روتا رہے گا اور دیواروں سے سر ٹکراتا رہے گا اور کوئی چارہ نہیں جائیگا۔ کوئی پیش نہیں جائے گی۔ کہ ان کھوئی ہوئی طاقتوں اور وقار کو حاصل کر لیں جو اس وقت عالم اسلام کا دنیا میں بن رہا ہے۔ اور بن سکتا ہے۔ عملاً اس وقت مسلمان ممالک ایک ایسی منزل پر پہنچ چکے ہیں جہاں سے اگر خاموشی اور حکمت کے ساتھ اور فساد مچائے بغیر وہ قدم آگے بڑھائیں تو اگلے دس یا پندرہ سال کے اندر عالمِ اسلام اتنی بڑی طاقت بن سکتا ہے کہ غیر اس کو ٹیڑھی نظر سے نہیں دیکھ سکیں گے اور چاہیں بھی تو اُن کی پیش نہیں جائے گی اور اگر آج ٹھوکر کھائی آج غلطی کی تو ایک ایسی خطرناک منزل ہے کہ یہاں سے پھر ٹھوکر کھا کر ایک ایسی غار اور ایسی تباہی کے گڑھے میں بھی گر سکتے ہیں جہاں سے پھر واپسی ممکن نہیں رہے گی۔

عالم اسلام کیلئے دُعاؤں کی تحریک

اسکے ساتھ ہی میں جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ بہت ہی سنجیدگی اور دردِ دل کیساتھ دعائیں کریں مسلمان ممالک ہم سے جو بھی زیادتیاں کرتے ہیں یا کرتے رہے ہیں۔ یا آئندہ کریں گے۔ یہ ان کا کام ہے وہ خدا کو خود جواب دینگے۔ مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا ہم اسلام کے وفادار ہیں اور اسلامی قدروں کے وفادار ہیں ہمیں اس بات سے کوئی خوف نہیں کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے کسی مسلمان ملک کی غلطی کی نشاندھی کرکے اس سے عاجزانہ درخواست کریں کہ اپنی اصلاح کرو اور اسکے نتیجے میں خواہ وہ ہمارا دشمن ہو جائے یا ہم سے بعد ازاں انتقامی کارروائیوں کی سوچے ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ ہمارا یہ طرزِ عمل خالصۃً للہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ آج اسلام کی روح قرآن اور سنتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں ہے اگر قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت سے محبت ہے تو لازماً اس روح کی ہمیں حفاظت کرنی ہوگی اور اس روح کی حفاظت کیلئے تمام دنیا کے احمدی ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ حق بات سے وہ باز نہیں آئینگے اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو حق بات سے باز نہیں رکھ سکتی اور ایسی حق بات جو سراسر کسی کے فائدے میں ہو اگر اس سے کوئی ناراض ہوتا ہے تو پھر ہماری پناہ ہمارے خدا میں ہے۔ ہمارا توکّل ہمارے مولا پر ہے اور ہمیں دنیا کی سیاستوں سے کوئی خوف نہیں ہے۔

اس ضمن میں مَیں آپ کو ایک خوشخبری بھی دینی چاہتا ہوں کہ جو نصیحت میں نے کی ہے یہ نصیحت حقیقت میں آج میرے مقدر میں تھی کہ میں ضرور کروں اور خدا نے اس کا آج سے بہت پہلے فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرتِ اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حمامۃ البشریٰ میں یہ لکھتے ہیں کہ .... یعنی میرے ربّ نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے .... کہ میں اُن کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں اور اللہ نے چاہا تو آپ مجھے اس معاملہ میں کامیاب و کامران پائیں گے۔

پس خدا تعالیٰ نے حضرتِ اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جس فریضہ کی ادائیگی پر مامور فرمایا۔ آج آپ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے میں آپ کی نمائندگی میں اس فریضے کو ادا کر رہا ہوں اور میں اس ...... خوشخبری کی روشنی میں تمام عالم اسلام کو بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ ان عاجزانہ، غریبانہ نصیحتوں پر عمل کریں گے تو بلاشبہ کامیاب اور کامران ہونگے اور دنیا میں بھی سرفراز ہونگے اور آخرت میں بھی سرفراز ہوں گے۔ لیکن اگر خدانخواستہ انہوں نے اپنے عارضی مفادات کی غلامی میں اسلام کے مفادات کو پرے پھینک دیا اور اسلامی تعلیم کی پرواہ نہ کی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کو دنیا اور خدا کے غضب سے بچا نہیں سکے گی۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ہمارے دل کو فرحت نصیب فرمائے اور ہماری تمام بیقراریاں اور کرب دور فرمائے جن میں آج مجھے یقین ہے کہ ہر احمدی کا دل مبتلا ہے۔"

کسی کی ذات میں شامل نہیں ہوں
اگرچہ خود بھی مَیں کامل نہیں ہوں

مجھے کالے بھی گورے لگ رہے ہیں
کہ مَیں تفریق کا قائل نہیں ہوں

مری راہوں کا پتھّر بول اُٹھا ہے
"تری راہوں میں مَیں حائل نہیں ہوں"

زبانِ حال سے کہتا ہے جُگنو
مَیں مہر و ماہ کا سائل نہیں ہوں

ہَوا کا زور بھی ہے مجھ سے خائف
سمندر ہوں کوئی ساحل نہیں ہوں

نہ ہو یہ سادگی کُفرانِ نعمت
کہ گھائل ہو کے بھی گھائل نہیں ہوں

مری بیچارگی تیرا کرم ہے
کہ مَیں پندار پر مائل نہیں ہوں

کبھی مَیں نے کہیں دستک نہیں دی
بھکاری ہوں مگر سائل نہیں ہوں

نسیم ان سے کہو وہ خود بلائیں
کہ خود جانے کا مَیں قائل نہیں ہوں

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ نگران وزیرِ اعظم غلام مصطفےٰ جتوئی نے پشاور ائیر پورٹ پر اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ احتساب اور انتخاب دو مختلف چیزیں ہیں۔ چونکہ اس ملک میں آج تک احتساب نہیں ہوا اسی لئے یہ لوٹ کھسوٹ ہوئی اور ملکی، قومی اور غریبوں کی دولت کو بیدردی سے لوٹا گیا۔ نگران وزیرِ اعظم نے کہا کہ اگر احتساب نہ ہوا تو آنے والی حکومت بیچ جانیوالی اینٹیں بھی اٹھا لے جائے گی۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے ڈاکٹر باسط ایڈووکیٹ کی درخواستوں پر اٹارنی جنرل پاکستان اور ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو طلب کیا ہے۔ پہلی درخواست میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ آئین کے مطابق افواجِ پاکستان کو بیرونِ ملک تعینات کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلئے افواجِ پاکستان کی سعودی عرب روانگی کے حکم کو غیر آئینی قرار دیا جائے۔ دوسری درخواست میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ ۱۹۸۵ء کا آئین ناقابلِ عمل ہے کیونکہ پارلیمانی نظام میں وزیرِ اعظم کے سوا کسی دوسرے فرد کو اسمبلی توڑنے کا اختیار نہیں دیا جا سکتا۔

○ آئی جے آئی کے مرکزی سیکرٹری نے کہا ہے کہ موجودہ نگران حکومت سندھ میں امن وامان کے قیام کے سلسلے میں ناکام رہی ہے۔ ۳۰ افراد کو ہلاک کرنے والوں کا ابھی تک گرفتار نہ ہونا سندھ حکومت کی نااہلی اور عدم کارکردگی کا واضح ثبوت ہے۔ ایسے ہی انہوں نے کہا ہے کہ اس واقعہ کو بہانہ بنا کر کراچی میں پیپلز پارٹی کو انتقام کا نشانہ بنایا تو یہ بات انصاف کے منافی ہوگی۔

تبدیلی نام

میں نے اپنی بیٹی شمیم اختر کا نام بدل کر سعدیہ نذیر رکھ لیا ہے۔ لہٰذا آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

نذیر احمد والد سعدیہ نذیر
1/11 دار الصدر شمالی ربوہ

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ عراق سے غیر رسمی مذاکرات کے لئے تیار ہوگیا ہے۔ بش انتظامیہ نے واضح کیا ہے کہ وہ عراق کے ساتھ غیر رسمی مذاکرات کے لئے تیار ہے۔ بش انتظامیہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار کا کہنا ہے کہ امریکہ کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ صدر صدام جو کہنا چاہیں اُسے سنیں۔ قومی سلامتی کے مشیر برنٹ سکووکرافٹ نے کہا ہے کہ بغداد میں ایک سینئر امریکی سفارتکار عراقی لیڈر سے بات کرنے کو تیار ہے۔

○ عراق سے جنگ جیتی جا سکتی ہے۔ پینٹاگان نے صدر بش کو رپورٹ کردی۔ صدر بش کویت کے سلسلہ میں فوجی کارروائی کرنے اور عراق کو شٹل دینے کے فیصلہ کا جائزہ لے رہے ہیں۔

○ فلپائن کی صدر مسز کوری اکینو نے اپنے ہم وطنوں پر زور دیا ہے کہ اس وقت فوج کی طرف سے تازہ بغاوت کے خطرے کے پیشِ نظر وہ ملک میں جمہوریت کے دفاع کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ دوسری طرف کرنل گریگوریو ہونامن کی کمان میں فوجی باغیوں نے کہا کہ وہ مسز اکینو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی تازہ کوشش کریں گے۔

○ چین کے ایک روزنامے کے سروے کے مطابق چین کے شہری سگریٹ اور شراب کم پیتے ہیں اور پھل اور پروٹین زیادہ استعمال کرتے ہیں چنانچہ ۱۹۸۵ء کی نسبت گذشتہ سال چین کے شہریوں میں سگریٹ نوشی چودہ فیصد کم ہوئی۔ سال بھر میں سگریٹوں کی اوسط ۳۶ پیکٹ فی کس رہی جبکہ شراب نوشی میں ۹ فیصد کمی ہوئی۔

○ اسقاطِ حمل کا قانون جرمنی کے اتحاد میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ جرمنی کے اتحاد کے بارے میں مذاکرات کامیابی کی آخری منزل کو چھوتے چھوتے ایک بار پھر ناکامی کا شکار ہوگئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مغربی جرمنی کی حکومت اور حزبِ اختلاف کے ممتاز سیاستدانوں کے مابین چار گھنٹے تک مذاکرات ہوئے جس میں جرمنی کو متحد کرنے کے بارے میں اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ مذاکرات میں اسقاطِ حمل اور سول سروس سے متعلق معاملات مذاکرات کی ناکامی کا سبب بنے۔

ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان کے بارے

حضرت امام جماعت احمدیہ کا تازہ ارشاد

احمدی نوجوانوں کے لئے ماہنامہ خالد اور احمدی بچوں کے لئے ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ سے شائع کئے جاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ

"یہ مرکزی رسالے ہیں۔ پاکستان سے باہر کے ممالک میں بھی جانے چاہئیں"

اس لئے احباب توجہ فرمائیں کیونکہ یہ دونوں رسائل احمدی نوجوانوں اور بچوں کی تربیت و تعلیم اور معلومات کے لئے نہایت مفید اور اہم ہیں۔ یہ مرکزی رسائل ہیں پاکستان میں اور دنیا بھر کے ممالک میں ان کی وسیع خریداری ہونی چاہیئے۔ جملہ مجالس خدام و اطفال کے علاوہ دیگر احمدی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ہر گھر میں ان پرچوں کو منگوایا جائے۔

مہتمم اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

سانحہ ارتحال

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ کے بزرگ دیرینہ خادم مکرم محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب (سائنس والے) سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ مورخہ ۲۴ اگست ۹۰ء صبح ۲ بجے لندن میں وفات پا گئے۔ جمعہ کے روز نمازِ جنازہ بیت المبارک میں بعد نمازِ عشاء (۸½ بجے شب) ہوگی۔

مکرم شیخ عبد اللطیف صاحب سابق صدر حلقہ ماڈل پور۔ کراچی وفات پا گئے ہیں۔ آپ فیصل آباد میں اپنے عزیزان کو ملنے گئے ہوئے تھے۔ جہاں ۲۶ جون ۹۰ء کو ان پر دل کا جان لیوا حملہ ہوا۔ اور وہیں وفات پائی۔ وفات کے وقت موصوف کی عمر ۶۲ سال تھی۔ ۲۷ جون کو ان کی میت فیصل آباد سے کراچی لائی گئی اور اسی روز احمدیہ قبرستان رزاق آباد میں تدفین ہوئی۔

موصوف نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ پاکستان

اکتوبر کے آخر میں لجنہ اماء اللہ پاکستان کا سالانہ اجتماع متوقع ہے۔ اس کی تیاری پروگرام کے مطابق کروائیں۔ پروگرام پر ۲۰-۲۱-۲۲ اکتوبر کی تاریخیں درج ہیں۔ شاید یہ تاریخیں تبدیل کرنی پڑیں۔ اگر تبدیل کی گئیں تو بذریعہ الفضل اعلان کر دیا جائے گا۔

جنرل سیکرٹری۔ لجنہ اماء اللہ

اعلان دار القضاء

○ "مکرم چوہدری فضل احمد صاحب سکنہ مکان ۲۳/۱۷، محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ کے ورثاء نے درخواست دی ہے کہ چوہدری صاحب کا ترکہ مکان ۲۳/۱۷، دار الرحمت وسطی ربوہ کے بیٹے مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ ربوہ کے نام منتقل کیا جائے۔ تاکہ وہ اسے فروخت کر کے سب ورثاء میں حصہ رسدی رقم کر سکیں۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر قضاء میں اطلاع دیں۔

(دار القضاء ربوہ)

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
فون ۷۳۹۹۷
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
برانچیں
کراچی: فون نمبر ۴۳۲۵۱
لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان: فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک پراپرٹی ڈیلر

گولبازار ربوہ

فون آفس پی پی ۹۹۷
گھر ۳۶۷

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

حبوب مفید اٹھرا ۱۵/- ، ۴۵/-	اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) ۱۵۰/-	زدجامِ عشق ۱۲۰/-
تریاقِ معدہ ۸/- ، ۱۶/-	روشن کاجل ۵/-	سرمہ جواہر ۵/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ — فون نمبر ۶۳۴

ہوائی سفر

بیرون ملک ہوائی سفر کے متعلق ہر قسم کی خدمات کے لئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔

نوبل مین ٹریولز

۴/۲۱ مین سوک سنٹر نزد جی پی او اسلام آباد

فون نمبرز ۸۱۸۷۵۷
۸۲۲۹۳۳

ربوہ میں آپ کے جیولرز

پاک گولڈ سمتھ

میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام

گولبازار ربوہ

فون: ۵۵۰/۶۴۳ گھر: ۷۰۹ - ۵۲۹

کیورٹو کورسز

هوالشافی

CMC

PILES COURSE	۴۰/-	بواسیر کورس
ASTHMA COURSE	۶۰/-	دمہ کورس
KIDNEY STONE COURSE	۱۶۵/-	پتھری گردہ کورس
KIDNEY INFECTION COURSE	۱۸۰/-	انفکشن گردہ کورس
DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	چھوٹا قد کورس
BODY BUILDING COURSE	۴۵/-	کمزوری جسم کورس
URINATION COURSE	۴۰/-	کثرت پیشاب کورس
STERILITY COURSE	۷۵/-	بانجھ پن کورس
LEOCODERMA COURSE	۱۰۰/-	پھلبہری کورس

نیز دیگر امراض کے کورسز اپنے قریبی میڈیکل سٹور سے طلب کریں یا براہ راست ہم سے منگوائیں۔

کیورٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) (ڈاکٹر راجہ ہومیو) لاہور کراچی

ہیڈ آفس گولبازار - ربوہ فون نمبر ۷۷۱ - ۶۰۶

شریف جیولرز

روائتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

اقصیٰ روڈ - ربوہ

فون دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ، ربوہ

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

ضرورت ہے

ہماری فیکٹری واقعہ جہلم میں مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے۔

۱- **لیبر:-** کم سے کم تنخواہ =/۱۱۰۰ ماہوار - تعلیمی قابلیت ضروری نہیں۔

۲- **مشین آپریٹرز:-** کم سے کم تنخواہ =/۱۵۰۰ ماہوار ہوگی۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل سکول سے ڈپلومہ ہولڈرز کو ترجیح دی جائے گی۔ ۳ ماہ کا ٹریننگ پیریڈ ہوگا۔ قابلیت کی بناء پر کچھ ڈپلومہ ہولڈرز کو شفٹ انچارج یا شفٹ سپروائیزری کے طور پر ترقی دی جا سکتی ہے۔

۳- **اکاؤنٹ اسسٹنٹ:-** بک کیپنگ کا مکمل تجربہ۔ عمر ۳۰ سال سے کم نہ ہو۔ متعلقہ کام میں سابقہ تجربہ۔ انفرادی طور پر اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ کا مکمل چارج سنبھالنے کی قابلیت۔

۴- **سپروائیزری سٹاف، ڈسپیچرز، سٹورمین:-** کم سے کم تعلیم میٹرک۔ عمر ۳۰ سال سے کم نہ ہو۔ کسی صنعتی ادارہ میں ۵ سالہ تجربہ۔ تنخواہ حسب قابلیت۔

تنخواہ کے علاوہ دیگر مراعات مثلاً گریجویٹی، انشورنس، میڈیکل سہولت وغیرہ مہیا ہونگی۔ کمپنی سنگل رہائش فراہم کرے گی۔ کچھ حضرات کو ۶ ماہ کی ملازمت کے بعد فیملی کوارٹر دیا جاسکتا ہے۔

درخواستیں مع تصدیق اس پتہ پر ارسال کریں۔

جنرل مینجر ــــــ **پاکستان چپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ** پوسٹ بکس ۱۸ جہلم